ناشر: مکتبہ عزیزیہ، عزیز نگر مبارکپور اعظم گڑھ

اَفَلَتْ شمُوسُ الاوّلينَ وشَمْسُنا
اَبَداً اعَلىٰ اُفُقِ العُلىٰ لَا تغْرُبْ

غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان
کی روحانیت اور کرامت

از

مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
استاد: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

ناشر:
مکتبہ عزیزیہ، عزیز نگر مبارکپور اعظم گڑھ

غوث اعظم علیہ الرحمۃ الرضوان کی روحانیت اور کرامت

تحریر: مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

کمپوزنگ: محمد زاہد اختر عزیز نگر، مبارک پور اعظم گڑھ

ناشر: مکتبہ عزیزیہ، عزیز نگر، مبارک پور اعظم گڑھ 276404

Publisher:

Maktaba Azizia,

Aziz Nagar, Mubarakpur Azamgarh u.p

Pine:276404

Contact:+917007641332

Email:mdzahidakhtar4@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت اولیا میں امتیازی شان حاصل ہے۔ علماے ذوی الاحترام نے آپ کے درجات عالیہ اور کشف و کرامات کے سلسلے میں اتنی کتابیں لکھیں کہ شاید ہی دوسروں کے تعلق سے اتنا کچھ لکھا گیا ہو۔

حضرت عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، جتنی کرامات آپ سے وارد ہوئی ہیں اس قدر کسی دوسرے سے رونما نہیں ہوئیں۔ (۱)

بہت سے خاصانِ خدا اپنے اپنے وقت میں چمکے اور چمک کر ڈوب گئے لیکن حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے آٹھ صدیاں گزر گئیں پھر بھی ان کی شہرت میں کمی نہیں آئی بلکہ آپ کی ولایت کا چرچا روز افزوں ہوتا رہا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَلَتْ شمُوسُ الاوّلینَ وشَمْسُنا　　　اَبَداً اعَلیٰ اُفُقِ العُلیٰ لَا تغْرُبْ

امام احمد رضا قدس سرہ اس شعر کی ترجمانی یوں کرتے ہیں:

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

اس تحریر کا موضوع ہے ”حضرت غوثِ اعظم کی روحانیت اور کرامت“ اس لیے مناسب ہے کہ اختصار کے ساتھ کرامت کا تعارف بھی پیش کر دیا جائے تاکہ موضوع پر بھر

---

(۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی/ترجمہ پیرزادہ اقبال، زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الاسرار، ص: ۸۴، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

پر روشنی پڑ سکے۔

حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

كرامة الولى استقامة فعلهٖ علىٰ قانونِ قول النبي ﷺ، فالتحدث بسرّ الولاية نقص والتوصُّل لنسيمها كرامة والكرامة اثر انع كأس نور الحق على قلب الولى من منبع ضوء نور الكلى بواسطة الفيض الإلٰهى ، ولا يظهر ذٰلك على الولى إلّا مع عدم اختياره والأولياء خصّوا باشارات نبوية ، واطلاعات حقيقية و ارواح نورية واسرار قدسية وانفاس روحانية ومشاهدات زكية. (۲)

ترجمہ: ولی کی کرامت یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے قانون پر عمل کے اعتبار سے پورا اترے، تو ولایت کے راز کی باتیں کرنا نقص ہے اور نسیم کرامت کے انتظار میں لگے رہنا کرامت ہے۔ کرامت یہ ہے کہ ولی کے دل پر حق تعالیٰ کے نور کے عکس اور پرتو کا اثر نورِ کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الٰہی کے واسطہ سے پڑے اور ولی پر اس کا ظہور اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے، اولیاء اللہ نبوی اشارات، حقیقی اطلاعات، نوری ارواح، قدسی رموز واسرار، روحانی نفوس اور پاکیزہ مشاہدات سے خصوصی طور پر بہرہ ور ہوتے ہیں۔

کرامت کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ محبوبانِ خدا سے کوئی ایسی تعجب خیز اور خلافِ عادت چیز صادر ہو جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی، خلاف عادت ظاہر ہونے والی چیزوں کی مختلف صورتیں ہیں، یہاں پر ان صورتوں کا ذکر بھی ضروری ہے تاکہ کرامت کا صحیح مطلب نکھر کر سامنے آجائے۔ یہ کل آٹھ صورتیں ہیں:

(۱) اِرہاص:- وہ خلاف عادت چیز جو کسی نبی سے قبل بعثت ظاہر ہو، جیسے حضور اکرم ﷺ کی ولادت طیبہ کے وقت رونما ہونے والے خلاف عادات امور، مثلاً نوشیرواں کے

(۲) بهجة الا سرار و معدن الانوار، ص:۸۱، نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف لخمی شطنوفی، (م:۷۱۳ھ) موسسۃ الشریف، لاہور)

محل میں زبردست زلزلہ آنا اور چودہ کنگوروں کو گر جانا، ہزار برس سے مسلسل جلنے والے آتش کدۂ فارس کا دفعتاً سرد پڑ جانا، بُحیرۂ ساوہ کا خشک ہو جانا وغیرہ۔

(۲) معجزہ:- وہ خلاف عادت چیز جو کسی نبی کے ہاتھوں بعد بعثت ظہور میں آئے۔ جیسے درختوں کا سجدہ کرتے ہوئے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا، مقام صہبا میں ایک انگلی کے اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کا پلٹ آنا وغیرہ۔

(۳) کرامت:- وہ خلاف عادت چیز جو کسی ولی سے رونما ہو۔

(۴) مَعُونَت:- وہ خلاف عادت چیز جو کسی عام مومن صالح سے ظہور میں آئے۔

(۵) اِستِدرَاج:- وہ خلاف عادت چیز جو کسی مومن فاسق سے ظاہر ہو۔

(۶) سِحَر:- وہ خلاف عادت چیز جو کافر یا فاسق سے رونما ہو اور اس میں تعلیم و تعلّم اور سیکھنے سکھانے کا عمل دخل ہو۔

(۷) ابتِلا:- وہ خلاف عادت کام جو کسی کافر کے ہاتھوں رونما ہو اور اس میں سیکھنے سکھانے کا دخل نہ ہو اور وہ اس کے مقصد کے مطابق ہو، جیسے دجال اکبر سے عالم وجود میں آنے والے امور وافعال۔

(۸) اِہانَت:- وہ خلاف عادت کام جو کافر کے ہاتھوں بلا تعلیم و تعلّم ظاہر ہو اور اس کے مقصد کے خلاف ہو، جیسے مسیلمہ کذّاب سے رونما ہونے والا خلاف عادت واقعہ کہ اس نے ایک بھینگے کی آنکھ صحیح ہونے کی دعا کی تو اس کی دوسری آنکھ بھی بھینگی ہو گئی۔ [۳]

سطور بالا کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر خلاف عادت امور کا ظہور کرامت نہیں، بلکہ کرامت اس خلاف عادت چیز کو کہیں گے جو محبوبانِ خدا کے ہاتھوں ظہور پذیر ہو۔

اولیاے کرام کی کرامتیں برحق ہیں، اہلِ سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔ معتزلہ انکار کرتے ہیں، اس کے برخلاف عوام کا حال یہ ہے کہ کرامت ہی ان کے نزدیک معیار ولایت ہے، حالاں کہ کرامت پروردگار عالم کا وہ عطیہ ہے جو اپنے محبوب بندوں کو وہ اتباعِ

(۳) مولانا نفیس احمد مصباحی، کشف بردہ، ص: ۳۰۲، ۳۰۱، المجمع القادری، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

شریعت، تزکیۂ نفس اور دینی خدمات کے صلے میں عنایت فرماتا ہے۔

کرامت کی اقسام:-

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "طبقات کبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیا کی کرامتوں کی قسمیں ایک سو سے بھی زیادہ ہیں، یہاں پچیس قسموں کا قدرے تفصیلی بیان پیش ہے:

(۱)-احیاے موتیٰ: اس قسم کے ثبوت میں ابو عبید بصری کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے، ایک جنگ میں ان کی سواری مرگئی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اس جانور کو زندہ کرنے کی دعا کی تاکہ اپنے شہر لوٹ سکیں، ان کی دعا سے ان کی سواری کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی، جنگ سے فارغ ہو کر بصرہ پہنچے تو اپنے خادم کو زین اتارنے کا حکم دیا، خادم نے زین اتاری تو سواری گر کر فوت ہو گئی، اس بارے میں حکایات کثرت سے آئی ہیں۔

دوسرا واقعہ حضرت مفرج دمامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، وہ اہلِ صعید کے بزرگ ولی تھے، ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا، انھوں نے فرمایا: اڑ جا تو پرندہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو کر اڑ گیا۔

اسی طرح شیخ اہدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے، ان کے پاس ایک بلی تھی جسے ان کے خادم نے زدوکوب کر کے مار دیا اور اٹھا کر باہر پھینک دیا، حضرت شیخ نے دو یا تین دن کے بعد خادم سے پوچھا: بلی کہاں ہے؟ عرض کیا، معلوم نہیں، یہ سن کر حضرت شیخ نے فرمایا: کیا تم کو اس کا علم نہیں؟ پھر بلی کو آواز دی تو وہ زندہ ہو کر ان کے پاس آ گئی۔

حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے کھائی ہوئی مرغی کی ہڈیوں پر دستِ اقدس رکھ کر فرمایا: اس اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندگی دیتا ہے، تو وہ مرغی زندہ ہو گئی۔

یہ حکایت بہت مشہور ہے کہ شیخ ابو یوسف دہمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ہم نشین فوت ہو گیا تو اس کے اہلِ خانہ اس پر جزع فزع کرنے لگے، حضرت شیخ ان کی آہ و بکا دیکھ کر ان کے پاس

آئے اور فرمایا: "قم باذن اللہ" تو وہ مردہ اٹھ بیٹھا اور پھر کافی عرصے تک زندہ رہا۔

اسی طرح ایک حکایت شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کے بارے میں منقول ہے، ان کے صاحب زادے ولی اللہ شیخ فتح الدین یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گھر کی چھت سے ایک چھوٹا سا بچہ گر کر فوت ہو گیا، انھوں نے دعا کی تو بچہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔

اس نوع کی کرامات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار آسان نہیں، میرا ان کرامات پر ایمان ہے، البتہ، کوئی ایسی روایت نہیں ملی کہ کسی ولی نے پرانے گلے سڑے اور بوسیدہ ہڈیوں والے مردے کو زندہ کیا ہو جو زندہ ہونے کے بعد طویل عرصہ تک جیتا رہا ہو، اولیاے کرام سے اس طرح کے کسی واقعے کا میں معتقد نہیں، مگر سابقہ انبیاے کرام سے ایسے معجزات ظاہر ہوئے، یہ معجزات ہیں جہاں کرامات کی رسائی نہیں، یہ جائز ہے کہ کوئی نبی اپنے عرصۂ نبوت کے اختتام سے پہلے گزشتہ امتوں کو زندہ کر دے، پھر وہ عرصۂ دراز تک زندہ رہیں، لیکن میں نہیں مانتا کہ اب کوئی ولی ہمارے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو زندہ کر دے اور طویل عرصہ تک جیتے رہیں، جس طرح وصال سے قبل وہ حیات ظاہری سے مشرف تھے، بلکہ مختصر عرصہ کے لیے بھی وہ زندہ نہیں ہو سکتے، اس طرح کہ وہ وصال سے پہلے والی زندگی کے ساتھ زندوں کے ساتھ مل کر رہیں۔

(۲)-مُردوں کا کلام کرنا: اس قسم کی کرامات کا وقوع پہلی نوع سے بھی زیادہ ہے، ایسی کرامات حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیاے کاملین سے صادر ہوئی ہیں۔ ان اولیاے کرام میں سے بعض حضرات والدِ گرامی (امام تقی الدین سبکی) کے مشائخ بھی ہیں۔

(۳)- دریا کا پھٹ کر خشک ہونا، پانی پر چلنا: ایسی کرامات بے شمار ہیں، شیخ الاسلام بن دقیق العید سے بھی ایسی کرامت کا ظہور ہوا ہے۔

(۴)-انقلابِ اعیان (چیزوں کا دوسری شکل اختیار کرنا): شیخ عیسیٰ الہتار یمنی کے بارے میں حکایت ہے کہ ایک شخص نے بطور مذاق ان کے پاس شراب کے دو مٹکے بھیجے،

انھوں نے ایک مٹکے کو دوسرے میں ڈال کر فرمایا: لوگو! اب بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، لوگوں نے کھانا شروع کیا تو وہ شراب گھی نکلا اور اس کی ایسی رنگت اور خوشبو تھی کہ اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی، علمائے کرام نے اس نوع کی بکثرت کرامات کا ذکر کیا ہے۔

(۵)-زمین کا سمٹ جانا: بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ شہر طرسوس کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے، ان کے دل میں آیا کہ حرم شریف کی زیارت کرلوں، پھر گریبان میں سر ڈال کر نکالا تو حرمِ پاک میں موجود تھے، اس جیسی کرامات حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، جن کا انکار کوئی بہتان طراز بد دماغ شخص ہی کرسکتا ہے۔

(۶)-جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا: اس قسم کی کرامات کے ظاہر ہونے میں کوئی شبہہ نہیں اور یہ کرامات اولیائے کرام سے بکثرت ظاہر ہوئی ہیں۔ حکایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم بیت المقدس کے راستے میں انار کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اچانک انار سے آواز آئی، اے ابواسحاق! مجھے عزت بخشیے اور میرے اناروں میں سے کچھ تناول فرمائیے، یہ آواز تین بار آئی، وہ ایک چھوٹا سا پودا تھا اور اس کے انار کڑوے تھے۔ حضرت ابراہیم نے اس کا ایک انار کھایا تو اس درخت کا قد بڑھ گیا اور انار بھی میٹھے ہوگئے، نیز اگلے سال اس نے دوبارہ پھل دیے، اسی وجہ سے اس کا نام "رمانة العابدین" پڑ گیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے قسم کھائی تھی کہ صرف حلال چیزیں کھاؤں گا، میں ویرانوں میں گھوم پھر رہا تھا کہ میری نظر انجیر کے ایک درخت پر پڑی، ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ انجیر لے کر کھاؤں تو درخت نے پکار کر کہا: اپنی قسم کی حفاظت کیجیے اور میرا پھل نہ کھائیے، میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں، پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

(۷)-بیماریوں کا ازالہ کرنا: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شخص کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی اس شخص سے پہاڑ پر ملاقات ہوئی تھی اور وہ اپاہجوں اور اندھوں اور مریضوں کو شفایاب کررہا تھا۔

اسی طرح حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے ایک

اپاہج، مفلوج اور جذامی لڑکے سے فرمایا: اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا، تو وہ اٹھ کھڑا ہوا، گویا اسے کوئی مرض نہ تھا۔

(۸)- حیوانات کا اولیاے کرام کے تابعِ فرمان ہونا: اس بارے میں حضرت ابو سعید بن ابو الخیر کا شیر کے ساتھ واقعہ مشہور ہے، ان سے پہلے حضرت ابراہیم خواص سے بھی ایسا ہی واقعہ منقول ہے، حیوانات کی طرح جمادات بھی اولیاے کرام کا حکم مانتے ہیں، جیسا کہ حضرت عزالدین بن عبد السلام کی حکایت ہے کہ انھوں نے فرنگیوں کے حملہ کے وقت ہوا کو حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔

(۹- ۱۰)- زمانے کا پھیلنا اور سمٹنا: ان دو قسموں کی تقریر و وضاحت ذہنوں کے لیے انتہائی دشوار ہے، لہٰذا یہ مسئلہ اہلِ کرامت ہی کے سپرد کرنا بہتر ہے۔ ویسے زمانے کے سمٹنے اور پھیلنے کے واقعات بھی ان گنت ہیں۔

(۱۱)- دعا کی قبولیت: دعا کی قبولیت کے واقعات بہت زیادہ ہیں، ہم نے خود اولیاے کرام کی ایک جماعت سے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

(۱۲)- زبان کا بات کرنے سے رک جانا یا کھل جانا۔

(۱۳)- نفرت کرنے والوں کو گرویدہ کر لینا۔

(۱۴)- بعض غیبوں کی خبر دینا اور کشف ہو جانا، اس کا وقوع بھی بہت زیادہ ہے۔

(۱۵)- عرصہ دراز تک نہ کھانا نہ پینا۔

(۱۶)- مقامِ تصرف پر فائز ہونا، اولیاے کرام کی ایک جماعت سے ایسے بے شمار واقعات منقول ہیں، کہتے ہیں کہ بعض اولیاے کرام کو نزول بارش پر تصرف حاصل تھا، متاخرین میں سے شیخ ابو العباس شاطر تو بارش فروخت کرتے تھے، ان سے اس بارے میں اتنی کثرت کے ساتھ ایسی حکایات منسوب ہیں کہ انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

(۱۷)- زیادہ کھانا کھانے پر قدرت رکھنا۔

(۱۸)- حرام کھانے سے اجتناب، کہتے ہیں کہ حضرت حارث محاسبی حرام کھانے کی

بو سونگھ کر اسے تناول کرنے سے اجتناب کرتے ، منقول ہے کہ ان کی رگ رگ اس کی بو محسوس کر لیتی تھی ، ایسی ہی کرامات حضرت ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہوئی ہیں ، کچھ لوگ بطور آزمائش حرام کھانا ان کے حضور پیش کرتے تو سامنے رکھتے ہی وہ کہہ دیتے اگر حرام کھانے سے محاسبی کی ایک رگ پھڑکتی تھی تو میری ستر رگیں پھڑک اٹھتی ہیں ، اس کے بعد کھانا چھوڑ کر چل دیتے۔

(۱۹)- پردے کے پیچھے دور دراز مقامات کا مشاہدہ کرنا۔

مروی ہے کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی بغداد میں بیٹھ کر کعبہ شریف کی زیارت کر لیتے تھے۔

(۲۰)- بعض اولیاے کرام کے لیے ایسا رعب کہ دیکھنے والے کی جان نکل جائے ، جیسا کہ حضرت ابویزید بسطامی کی زیارت کرنے والے ایک شخص کا واقعہ ہے ، یوں ہی رعب سے زبان گنگ ہو جائے یا مجرم اپنا پوشیدہ راز اگل دے ، نیز اس قسم کے دیگر واقعات جن کا اولیاے کرام سے بطور کرامت صدور بکثرت ہوا ہے۔

(۲۱)- **اہلِ شر سے تحفظ**۔ اور شر کو خیر سے بدل دینا ، جیسا کہ ہارون رشید کا واقعہ جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ پیش آیا۔

(۲۲)- **مختلف شکلیں اختیار کرنا**، صوفیہ اس کو عالمِ مثال کا نام دیتے ہیں اور اسے عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح کے درمیان ثابت کرتے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ یہ عالم عالمِ اجسام سے زیادہ لطیف اور عالمِ ارواح سے کثیف ہے ، اس عالم میں ارواح کئی شکلیں اختیار کرتی رہتی ہیں ، انھوں نے اس کو ثابت کرنے کے لیے آیت: ”فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا“ سے استدلال کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس انسانی شکل میں ظاہر ہوئے ، اس کی مثال حضرت قضیب البان موصلی کا واقعہ ہے ، یہ بزرگ ابدال میں سے تھے ، کسی شخص نے ان پر تہمت لگائی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تو انھوں نے فوراً ہی کئی شکلیں اختیار کر کے پوچھا: تم نے مجھے کس شکل میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا ؟ اس نوع

کی کرامات کی حکایات بے شمار ہیں۔

(۲۳)-اللہ تعالیٰ کا اولیاے کرام کو زمین کے خزانوں پر مطلع فرمانا، جیسا کہ حضرت ابو تراب کی حکایت میں آیا کہ انھوں نے زمین پر ٹھوکر ماری تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا، ایک اور صاحب سے منقول ہے کہ اسے حج کے راستے میں پیاس لگی، مگر پانی دستیاب نہ ہوا، اسی دوران اس کی نظر ایک فقیر پر پڑی جو زمین میں اپنی کھونٹی گاڑے بیٹھا تھا۔ اور، کھونٹی کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا، اس شخص نے اپنا مشکیزہ بھر لیا اور دوسرے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کی تو سب نے اپنے برتن بھر لیے۔

(۲۴)-علماے اسلام کے لیے قلیل مدت میں کثیر تصانیف کا آسان ہونا، اگر ان کے تعلیمی اور تصنیفی عرصے کو ان کی حیات کی گھڑیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کی کتابوں کی نقل لے لینا ہی دشوار ہے، چہ جائیکہ ان جیسی کتابیں تصنیف کی جا سکیں، یہ ایسی کرامت ہے جو نشر زمان (زمانے کے پھیلنے) کی قبیل سے ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے، اہلِ نقل کا اتفاق ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اتنی زیادہ تھیں کہ ان کے دسویں حصے کے لیے بھی ان کی ساری زندگی ناکافی تھی، حالاں کہ ان کے معمولات میں روزانہ تدبر کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت تھی، اس کے علاوہ وہ ہر رمضان شریف میں دو ختم شریف کرتے تھے، مزید بر آں تدریسی مصروفیات، فتاویٰ نویسی اور ذکر فکر کے اہم مشاغل تھے، اور ان کی صحت ایسی تھی کہ ان کا جسم کبھی ایک یا دو بیماریوں سے خالی نہیں رہا، کئی بار تو ان بیماریوں کی تعداد بڑھ کر تیس تک جا پہنچی۔

امام الحرمین جوینی کی کثرت تصانیف کی یہی حالت تھی، وہ طلبہ کو پڑھاتے بھی تھے اور مجالس و محافل میں وعظ و تذکیر کا اہم فریضہ بھی سر انجام دیتے تھے، جب کہ اس کثرتِ اشتغال کے لیے ان کی عمر ہرگز کافی نہ تھی۔

برکتِ زمانہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ بعض اولیاے کرام نے ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ بار قرآن حکیم ختم کیا، ایسی مثالیں بکثرت ہیں، امام ربانی شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

تصانیف اور عمر شریف کا موازنہ کرو، کوئی شخص ایسے عرصہ میں ان کی کتابوں کی کاپی تک نہیں کرسکتا، چہ جائے کہ وہ ان کے پایہ کی کتابیں تصنیف کرسکے، یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ تعلیمی اور تصنیفی مصروفیات کے ساتھ گوناگوں قسم کی عبادات اور دیگر معاملات ان کے معمولات میں شامل رہے۔

والدِ گرامی (امام سبکی) رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال پر غور کرو، انھوں نے عبادات و ریاضات کی پابندی کے ساتھ جس قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، دورانِ تدریس جو علمی نکتے بیان فرمائے، نیز فتاویٰ نویسی، تلاوتِ قرآن اور عدالتی فیصلوں کی جو مشغولیت رہی، ان تمام کاموں کے تہائی حصہ کے لیے ان کی ساری عمر کافی نہ تھی، پاک ہے وہ ذات جو ان مبارک ہستیوں کی عمروں میں برکت دیتی ہے اور وقت کو کبھی سمیٹ دیتی ہے، کبھی پھیلا دیتی ہے۔

(۲۵)-زہریلی اور ہلاکت خیز اشیا کا اثر نہ کرنا: جیسا کہ ایک ولی اللہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، بادشاہ نے اس سے کہا: آپ کوئی کرامت دکھائیں ورنہ میں تمام درویشوں کو قتل کردوں گا، اس وقت بادشاہ کے قریب اونٹ کے لید نے پڑے تھے، فرمایا: دیکھو (یہ کیا ہیں) اس نے دیکھا تو یہ لید نے سونا بن چکے تھے۔

بادشاہ کے پاس ایک بے آب آب خورہ (پانی سے کھالی لوٹا) تھا، اسے ہوا میں اچھالا، پھر تھام کر بادشاہ کے حوالے کیا تو اس میں پانی موجود تھا، اس نے آب خورے کو الٹا کیا، مگر پانی باہر نہ بہا، یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا: یہ تو جادو ہے، اس کے بعد ولی نے بہت تیز آگ جلوائی، پھر محفلِ سماع کا اہتمام کرایا، جب اہلِ سماع پر وجد طاری ہوا تو وہ اپنے درویشوں کے ہمراہ آگ میں داخل ہوگیا، پھر صحیح سلامت نکل آیا، پھر بادشاہ کے چھوٹے بچے کو اچک کر آگ میں غائب ہوگیا، اور کچھ دیر آگ میں رہا، اسی دوران بادشاہ بچے کے لیے بے تاب ہوکر آگ میں کودنے ہی والا تھا کہ ولی اللہ بچے کے ہمراہ آگ سے نکلا تو لڑکے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار تھا، بادشاہ نے بیٹے سے پوچھا: تم کہاں گئے تھے؟ اس نے جواب دیا میں باغ میں تھا۔ یہ سن کر درباری بولے یہ سب بناوٹ اور من گڑھت بات ہے، پھر بادشاہ نے

ولی اللہ سے یہ کہا: یہ زہر کا پیالہ ہے اگر آپ پی لیں تو میں آپ کی صداقت کا اعتراف کر لوں گا، چناں چہ اس بزرگ نے زہر کا پیالہ نوش کر لیا، جس کی شدت سے ولی کے بدن کے کپڑے پھٹ گئے، لوگوں نے دوسرے کپڑے ڈالے تو وہ چاک چاک ہو گئے، اس طرح کئی بار ایسا کرنے کے بعد آخر میں جو کپڑے ڈالے گئے وہ سلامت رہے، نیز ولی کے چہرے پر ظاہر ہونے والا پسینہ خشک ہو گیا، لیکن زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ (۴)

کرامت کے تعلق سے علما اور صوفیہ کے ارشادات:-

امام اسفرائینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''معجزات انبیاے کرام کی صداقت کے دلائل ہیں، جب کہ دلیل نبوت غیر نبی میں نہیں پائی جاتی، امام اسفرائینی ہی نے فرمایا کہ اولیاے کرام سے کرامات صادر ہوتی ہیں جو قبولیت دعا سے مشابہت رکھتی ہیں لیکن وہ انبیا کے معجزات کے جنس سے نہیں ہوتیں۔'' (۵)

امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''معجزات صداقت کی نشانیاں ہیں اس سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ خلاف عادت چیز پیش کرنے والا اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ امر خارق معجزہ ہو گا، جو اس کے دعوۂ نبوت کی صداقت کی دلیل ہو گا اور اگر صاحب خارق عادت ولایت کا اشارہ اور دعویٰ کرے تو یہ فعل خارق اس کے حال کی سچائی پر گواہ ہو گا، اس صورت میں ہم اس کو کرامت کہیں گے، معجزہ نہیں اگر چہ بہ ظاہر معجزہ ہی کی صورت میں نظر آئے۔'' (۶)

امام ابوبکر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

معجزات نبیوں سے مختص ہیں جب کہ کراماتِ اولیاے کرام سے بھی ظاہر ہوتی ہیں اور انبیاے کرام سے بھی، کیوں کہ معجزہ کی ایک شرط تحدی یعنی نبوت کا دعویٰ اور چیلنج ہوتی ہے۔

---

(۴) حجۃ اللہ علی العالمین، ص: ۶۰۸ تا ۶۱۳، علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی، برکات رضا، پور بندر

(۵) حجۃ اللہ علی العالمین، ص: ۶۰۵، امام محمد بن یوسف بن اسماعیل نبہانی، برکات رضا، پور بندر، گجرات۔

(۶-۲) ایضًا

معجزہ بذات خود معجزہ نہیں ہوتا بلکہ بہت سے اوصاف مل کر اس کو معجزہ بناتے ہیں، اگر کوئی ایک شرط اس سے مفقود ہو جائے تو وہ خارق امر فعل معجزہ نہیں رہتا، چوں کہ ولی دعوائے نبوت نہیں کرتا، لہٰذا اس سے صادر ہونے والا فعل خارق، معجزہ نہیں ہوتا۔

امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہم اسی بات (قول اشعری) کے قائل ہیں اور اس پر اعتماد و اعتقاد رکھتے ہیں اس لحاظ سے معجزات کی ساری یا اکثر شرائط بجز ایک شرط کے (یعنی دعوائے نبوت کے) کرامات اولیا میں پائی جاتی ہیں۔[۲]

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کے زندہ کرنے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا جو عظیم و کریم مقام حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھا، یوں ہی یہ مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا ہوا جب انھوں نے پرندوں کو جمع کر کے مانوس کیا، پھر انھیں ذبح کر کے اور گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہم ملا دیا اس کے بعد ان اجزا کو مختلف پہاڑوں پر ڈال کر آواز دی تو وہ دوڑتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ سب اللہ کے اذن و عطا سے ہوا اور یہ قضیہ عقل سے بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ایسے شرف سے نوازے اور اس کے ہاتھ پر ایسی کرامت ظاہر فرمائے، کیوں کہ ہر کرامت جو کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اس کا شرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف لوٹتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ولی کو یہ مقام و مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی اور حدودِ شرعیہ کی پاس داری کے باعث حاصل ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں بعض علما کا اختلاف بھی ہے، کچھ کہتے ہیں کہ ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہوتی ہے، جب کہ بعض اس کا انکار کرتے ہیں، ہمارے سادات صوفیۂ کرام تو کسی صورت کرامات کی نفی نہیں کر سکتے کیوں کہ وہ اپنی ذاتوں میں ان کرامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے بھائیوں (اولیا) میں بھی ان کو ملاحظہ کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اہلِ کشف

اور اہلِ ذوق ہوتے ہیں۔" (مواقع النجوم و مطالع اہل الاسرار والعلوم لابن العربی) [(۷)]

یہ ارشاداتِ صوفیہ ان حضرات کے لیے چشم کشا ہیں جو کرامات اولیا کے منکر ہیں اور معجزات و کرامات میں کچھ فرق نہیں کرتے، ان اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر خرق عادت چیز کے اظہار کے ساتھ دعواے نبوت پایا جائے تو معجزہ ہے اور یہی خرق عادت چیز اگر محبوبانِ خدا سے ظاہر ہو تو کرامت ہے، کرامت کی مزید وضاحت کے لیے اب ہم شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ حضرت ابن عربی الفتوحات المکیہ میں فرماتے ہیں:

کرامت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے، یہ اس کے اسم مبارک "اَلْبِر" کی برکات ہیں اس لیے یہ "ابرار" کے حصے میں پورے جمال کے ساتھ جلوہ ریز ہوتی ہے۔ اس لیے کہ مناسبت اس بات کی متقاضی ہے کہ "بِر" کے احسانات ابرار تک پہنچیں، اگرچہ انھیں خود کرامت کی طلب نہ ہو۔

کرامت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حِسّی دوسری معنوی۔ عوام صرف حسی ہی کو کرامت جانتے ہیں جیسے دل کی باتوں پر مطلع ہونا، ماضی، حال اور استقبال کی اطلاع دینا، کون سے اخذ کرنا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، زمین کا لپٹ جانا، نظروں سے اوجھل ہوجانا، دعا کا فوراً قبول ہونا، عوام صرف انھیں طرح کی چیزوں کو کرامت سمجھتے ہیں۔

معنوی کرامات:-

معنوی کرامتوں کو اللہ کے خاص بندے ہی سمجھ سکتے ہیں، عوام کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ معنوی کرامات یہ ہیں: آداب شریعت اس بندۂ حق کے لیے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ مکارمِ اخلاق کو سامنے لانے کی اسے توفیق ملتی ہے۔ بداخلاقی سے اجتناب کرتا ہے۔ واجبات کی مطلقًا ان کے اوقات میں ادائیگی پر محافظت کرتا ہے۔ خیرات و حسنات کی طرف جلدی کرتا ہے۔ اس کا سینہ بغض و حسد، کینہ اور سوے ظن سے پاک ہوتا ہے۔ ہر صفت مذموم

(۷) امام محمد بن یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۶۰۶، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔

سے اس کا دل پاک ہوتا ہے۔ انفاسِ قدسیہ کے ساتھ اسے مراقبہ کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنی جان اور دیگر اشیا میں حقوق اللہ کی رعایت کو اپنا شعار بنالیتا ہے۔ وہ اپنے دل میں مولا کے آثار رحمت کو تلاش کرتا ہے۔ وہ سانسوں کے آتے جاتے پوری مراعات سے کام لیتا ہے۔ جب سانس آئے تو ادب سے اسے قبول کرتا ہے اور جب سانس نکلے تو اسے خلعت حضوری حاصل ہوتا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں ہیں کہ یہ سب (کراماتِ معنویہ) ہمارے نزدیک اولیا کی کرامتیں ہیں، ان میں نہ مکر کا دخل ہے نہ استدراج کا۔ یہ سب وفاے عہد کی دلیلیں ہیں کہ مقصود ٹھیک ہے اور مطلوب کے عدم حصول میں رضا بالقضا ہے۔ اور وجود مکروہ کی صورت میں بھی قضاے خداوندی پر شاکر۔ ایسا ولی ان کرامات میں صرف مقرب فرشتوں اور برگزیدہ منتخب اولیاے اللہ کو ہی شریک کرتا ہے۔

حسّی کرامات:-

حسّی کرامت جسے عام لوگ کرامت سمجھتے ہیں اس میں مکر خفی کا داخل ہونا ممکن ہے۔ اگر ہم انھیں کرامت فرض کریں تو ضروری ہے کہ استقامت کا نتیجہ ہو یا استقامت پیدا کرنے کا ذریعہ ہو، اگر ایسا نہیں تو وہ کرامت بھی نہیں، جب کرامت کا نتیجہ استقامت ہو تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عمل کا حصہ یا فعل کی جزا بنادے اور جب کسی سے یہ ظہور پذیر ہیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے محاسبہ فرمائے۔[۸]

علماے ربانیین کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں کرامت اور صاحب کرامت کا اجمالی نقشہ سامنے آجاتا ہے کہ اصل کرامت تزکیۂ نفس اور شریعت کی پاسداری ہے اور حقیقی ولی وہی ہو سکتا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کو لازم جانے۔

امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالۂ قشیریہ (ص:۳۰) میں سیدی ابو العباس احمد بن محمد الآولی معاصر سیدنا جنید بغدادی قدس سرہما کا فرمان نقل کرتے ہیں:

”مَنْ اَلْزَمَ نَفْسَهٗ اٰدَابَ الشَّرِيْعَةِ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ بِنُوْرِ الْمَعْرِفَةِ وَلَا مَقَامَ

(۸) امام محمد بن یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات الاولیاء، ص:۶۷،۶۶، برکات رضا، پوربندر، گجرات۔

اَشْرَفُ مِنْ مَّقَامِ مُتَابَعَةِ الْحَبِيْبِ فِي اَوَامِرِه وَأَفْعَالِهِ وَاَخْلَاقِهِ."

جو اپنے اوپر آداب شریعت لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور معرفت سے روشن کردے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام، افعال، عادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے (مقال عرفا از امام احمد رضا قادری بریلوی) [۹]

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ایسی کرامت دی گئی کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ فرض و واجب، مکروہ و حرام اور محافظت حدود و آداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔"[۱۰]

یہاں پر کرامت اور صاحب کرامت کا تعارف ختم ہوتا ہے۔ اب حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کے تعلق سے عارفین کے آرا ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ کرامت والا کوئی نہیں دیکھا جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کرلیتا اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی کبھی آپ کے بارے میں اور کبھی آپ کی وجہ سے۔"[۱۱]

شیخ ابو مسعود احمد بن ابی بکر خزیمی اور شیخ ابو عمرو عثمان صرنفنی فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامتیں اس ہار کی طرح ہیں جس میں جواہر تہ بتہ ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا ہے، ہم میں سے جو بہ کثرت روزانہ آپ کی کرامتوں کو شمار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔"[۱۲]

---

(۹) علامہ محمد احمد مصباحی، امام احمد رضا اور تصوف، ص:۸، المجمع الاسلامی، مبارک پور.

(۱۰) علامہ محمد احمد مصباحی، امام احمد رضا اور تصوف، ص:۸، المجمع الاسلامی، مبارک پور۔

(۱۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۴۴، ادبی دنیا، دہلی۔

(۱۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۴۴، ادبی دنیا، دہلی۔

شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں:

"شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہِ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔"(۱۳)

امام عبد اللہ یافعی فرماتے ہیں:

"آپ کی کرامتیں حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور بالاتفاق سب کو اس کا علم ہے، دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں۔"(۱۴)

غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال اور کشف و کرامات کا اعتراف کرنے والے یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جو اپنے وقت میں چرخ ولایت کے نیّرِ تاباں تھے اور فلک زہد و ورع کے ماہِ تمام۔

سطور بالا میں یہ ذکر ہو چکا کہ کرامتیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک معنوی دوسری حسی پہلے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معنوی کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے بعد میں حسی کا بیان ہوگا۔

کرامت معنوی اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:-

یہ بیان ہو چکا ہے کہ کرامت معنوی آداب شرعیہ کی حفاظت، عمدہ خصلتوں کا حصول، بری عادتوں سے اجتناب اور تمام واجبات کو ٹھیک وقت پر ادا کرنے کا التزام کا نام ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارتے، حسن اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے، بری عادتوں سے کنارہ کش رہتے اور ادائیگی واجبات کا بہر حال التزام کرتے، چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

احترام شریعت: نابالغ بچّے احکام شرع کے مکلّف نہیں، لیکن حضرت شیخ مادر زاد ولی تھے اس لیے ل وہ شیر خواری کے زمانے میں ماہِ رمضان کا احترام کرتے ہوئے دن میں

(۱۳) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۴۴، ادبی دنیا، دہلی۔

(۱۴) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۴۵، ادبی دنیا، دہلی۔

دودھ نہیں پیتے تھے، آپ کی والدہ فرماتی ہیں:

"عبد القادر رضاعت کے دوران رمضان میں دن کے وقت دودھ کو منہ نہیں لگاتے تھے، ایک مرتبہ رمضان کا چاند مشتبہ ہوگیا تو لوگوں نے آپ کی والدہ سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج تو رمضان معلوم ہوتا ہے کیوں کہ آج دن میں عبد القادر نے مجھ سے دودھ نہیں مانگا ہے، بعد میں شہادتوں سے اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ وہ یکم رمضان تھی۔ چناں چہ شہر جیلان میں اس واقعہ کی شہرت ہوگئی کہ ابوصالح کے خاندان میں ایک سعید فرزند رمضان کے دن میں دودھ نہیں پیتا۔"(۱۵)

رزقِ حلال: "صوفیۂ کرام باطن کی صفائی کے لیے صدق مقال اور رزق حلال کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، آپ کے پاس مباح زرعی زمین کا ایک قطعہ تھا جس میں آپ دیہاتیوں سے کاشت کرواتے اور آپ کے بعض مصاحب غلہ پیس کر چار پانچ روٹیاں تیار کر دیتے پھر آپ ان روٹیوں میں سے ایک ایک ٹکڑا حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیتے اور جو کچھ باقی بچتا اس کو اپنے لیے رکھ لیتے۔ روزانہ رات کو آپ کا ایک غلام روٹیوں کا طباق لیے ہوئے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگاتا۔ کیا کسی کو روٹی کی ضرورت ہے؟ کیا کسی کو رات بسر کرنے کی جگہ درکار ہے۔"(۱۶)

راست گوئی: راست گوئی انسان کی بہت بڑی خوبی ہے اسی لیے خاصان خدا ہمیشہ سچ کا دامن پکڑے رہے اور جھوٹ سے کوسوں دور رہے۔ شیخ محمد بن قائد الایوانی کہتے ہیں جب میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے مسائل کی بنیاد کس چیز پر قائم کی ہے؟ آپ نے جواب دیا:

"صدق پر" حتیٰ کہ مکتب کی تعلیم کے زمانہ میں بھی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ بچپن میں ایک مرتبہ نو ذوالحجہ کو میں ایک دیہات کی

(۱۵) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۲۰، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

(۱۶) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۳۰، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

جانب جا نکلا، راستے میں ہل میں جوتے جانے والے ایک بیل نے میرا پیچھا کر کے کہا: ”اے عبد القادر کہا جا رہے ہو؟“ یہ سنتے ہی میں گھبرا کر بھاگ پڑا اور ایک مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دیکھا کہ لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے ہیں، چھت سے اتر کر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے حصولِ علم کے واسطے بغداد جانے کی اجازت دے دیں۔ والدہ نے مجھ سے اچانک تبدیلی کا سبب دریافت کیا تو میں نے پورا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا جس کو سن کر وہ روتی ہوئی کھڑی ہوگئیں اور اسی دینار نکال کر فرمایا کہ تمھارے والد نے یہ ورثہ چھوڑا ہے جس میں سے چالیس دینار تمھارے بھائی کے حصہ کے ہیں۔ انھوں نے چالیس دینا میری گدڑی میں سی دیے اور رخصت کرتے وقت مجھ سے یہ وعدہ لیا کہ میں کسی حالت میں بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ پھر فرمایا کہ جاؤ اب روزِ قیامت ہی تم سے ملاقات ہوگی۔

اس کے بعد میں ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کی جانب روانہ ہوگیا، جس وقت ہم لوگ ہمدان سے نکل کر وادی ربیک میں پہنچے تو ساٹھ ڈاکوؤں نے ہمارے قافلے کو گھیر لیا اور قافلہ والوں کا مال و اسباب لوٹ لیا، لیکن مجھ سے تعرض نہ کیا، ایک ڈاکو نے مجھ سے پوچھا کہ اے فقیر! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے جواب دیا چالیس دینا۔ یہ سن کر اس کو یقین نہ آیا تو اس نے پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے کہا: میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں، مگر وہ میری بات کو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا، پھر دوسرے ڈاکو نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا، یہ ڈاکو مجھ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا جو ایک ٹیلے پر کھڑا مال غنیمت تقسیم کر رہا تھا اس نے جب میری تلاشی لی تو چالیس دینا میرے پاس سے نکلے، یہ دیکھ کر سردار نے پوچھا کہ تجھے سچ بولنے اور رقم کا اظہار کرنے پر کس شے نے مجبور کیا، میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی والدہ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا ہے اور اس عہد کی کسی طرح بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر سردار نے روتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کر سکتے اور میں آج تک خدا کے عہد میں خیانت کرتا رہا ہوں یہ کہہ کر اس نے اور اس کے تمام

ساتھیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے تمام لوگوں کا مال واپس کر دیا، اس طرح یہ سب سے پہلی جماعت تھی جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ (۱۷)

حسن اخلاق: حسن اخلاق انسان کو معزز بناتا ہے، حسن اخلاق حضرت شیخ کی فطرت میں داخل تھا، آپ "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" کے نمونہ تھے، روز مرہ کی زندگی مکارمِ اخلاق اور حسن عادات سے عبارت ہے۔

شیخ معمر بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو اتنا خوش اخلاق، وسیع القلب، کریم النفس، مہربان، وعدوں اور دوستی کی پاس داری کرنے والا نہیں دیکھا، لیکن اتنے بلند مرتبت اور وسیع العلم ہونے کے باوجود چھوٹوں کو شفقت سے بٹھاتے اور بزرگوں کا احترام کرتے، سلام میں ابتدا کرتے اور درویشوں کے ساتھ حلم و تواضع سے پیش آتے، کبھی کسی حاکم یا بڑے آدمی کے لیے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی سلطان و وزیر کے دروازے پر جاتے۔ (۱۸)

شیخ ابو الغنائم بطائحی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے در دولت پر حاضر ہوا تو وہاں چار ایسے افراد کو دیکھا جنھیں اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا، جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت شیخ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان لوگوں سے اپنے لیے دعاے خیر کراؤں، چناں چہ میں نے ان سے مدرسہ کے صحن میں دعا کے لیے کہا تو ان میں سے ایک نے فرمایا:

تیرے لیے بشارت ہو، تو ایک ہستی کا خادم ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نرم و سخت سرزمین اور بحر و بر کی حفاظت کرتا ہے، اس کی دعاؤں کی برکت سے تمام مخلوق نیک و بد پر رحم فرماتا ہے اور ہم تمام اولیا انھیں کے قدموں کی برکت اور انھیں کے دائرۂ حکم میں رہنے کی وجہ سے حفاظت میں ہیں۔

---

(۱۷) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۳۲، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

(۱۸) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۶۷، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

پھر جب وہ لوگ واپس چلے گئے تو میں تعجب کے عالم میں حضرت شیخ کے پاس واپس آیا، لیکن میرے سوال سے قبل ہی آپ نے فرمایا: "اے عبداللہ میری زندگی میں یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔"

میں نے پوچھا یا سیدی یہ کون لوگ ہیں؟ اور کہاں کے باشندہ ہیں تو آپ نے بتایا کہ سب کوہ قاف کے سردار ہیں اور اب بھی وہیں مقیم ہیں۔

اس پورے واقعہ میں حسن خلق کا پہلو اس حصہ میں نظر آتا ہے جہاں حضرت شیخ نے اپنے مہمانوں کی عزت افزائی کے لیے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ ان سے دعائے خیر کرائے۔ حضرت شیخ سید الاولیا ہیں اور سارے اولیا ان کے ماتحت اس صورت حال میں اپنے خادم کو ان سے دعائے خیر کرانے کی ترغیب دینا مہمانوں کی عزت افزائی ہے اور خود شیخ کے حسن اخلاق کا ایک روشن نمونہ ہے۔

بعض مشایخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بڑے باذوق ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان و شفیق تھے، جلیس کی عزت اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے۔(۱۹)

حفظ مراتب: اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی ولی کتنا ہی صاحب کمال اور علم و عمل کا کوہِ گراں ہوں کسی نبی کے مرتبہ کو کبھی نہیں پہنچ سکتا، اس سے بلند تر ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے برہمی کا اظہار کیا۔

شیخ مظفر بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، اس دوران کسی نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ جو اس وقت اپنی کرامات، عبادات اور اپنے زہد و تقویٰ میں مشہور ہے، وہ کہتا ہے کہ "میں تو یونس بن متّٰی علیہ السلام کے مقام سے بھی تجاوز کر چکا ہوں" یہ سنتے ہیں حضرت شیخ کو غصہ آ گیا اور آپ نے

(۱۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۴۷، ادبی دنیا، دہلی۔

سیدھے بیٹھ کر تکیہ ہاتھ میں لے کر فرمایا:

''میں نے اس شخص کے قلب پر قبضہ کر لیا ہے''

یہ سنتے ہی ہم سب فوراً اس شخص کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ اچھا خاصا تھا، لیکن کسی مرض کے بغیر مر گیا، پھر جب لوگوں نے اس کو خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمھارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا:

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کی وجہ سے میرا قول حضرت یونس علیہ السلام نے بھی معاف کر دیا اور خالق و مالک نے بھی معاف فرما دیا۔ مجھے حضرت شیخ کی برکت سے بہت سے بھلائیاں بھی حاصل ہو گئیں۔ [۲۰]

بزرگ کے قول سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ اس لیے آیا کہ انھوں نے ایک نبی سے بلند و برتر ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ شریعت سے تجاوز کرنا ہے، شریعت کی خلاف ورزی حضرت شیخ کو کبھی گوارہ نہ تھی۔ بزرگوں کا ادب و احترام اور ان کے مراتب کا پاس و لحاظ سعادت دارین کا سبب ہے حضرت شیخ ان کے مراتب کا بھی حد درجہ احترام کرتے۔

ابو سعید عبد اللہ محمد بن ہبۃ اللہ شافعی نے دمشق میں ۵۸۰ھ میں کہا:

میں ایام جوانی میں علم کی طلب میں بغداد کی طرف کوچ کیا، ابن سقا ان دنوں مدرسہ نظامیہ میں میرا رفیق و ہم درس تھا، ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کیا کرتے تھے، بغداد میں ان دنوں ایک شخص تھا جس کو غوث کہا کرتے تھے اس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب چاہتے ہیں چھپ جاتے ہیں۔ تب میں نے، ابن سقا نے اور شیخ عبد القادر جیلانی نے جوان دنوں جوان تھے ان کی زیارت کا قصد کیا، ابن سقا نے راستہ میں کہا کہ آج میں ان سے ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ میں نے کہا: میں ایک مسئلہ پوچھوں گا، دیکھوں گا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تب شیخ عبد القادر نے کہا: معاذ اللہ میں ان سے کوئی سوال کروں۔ میں تو ان کی خدمت میں ان کی زیارت کی

---

(۲۰) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواھر، ص: ۷۵، اسپریچول پبلی کیشنز، دھلی.

برکات کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے تو ان کو ان کے مکان میں نہ دیکھا، پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے تو دیکھا کہ وہیں بیٹھے تھے۔ تب انھوں نے ابن سقا کی طرف غصہ سے دیکھ کر کہا: تجھے خرابی ہو، اے ابن سقا! تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھے گا جس کا جواب مجھے نہ آئے گا۔ سن وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بے شک میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر بھڑک رہی ہے۔ پھر انھوں نے میری طرف دیکھا اور کہا: اے عبد اللہ کیا تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھو گے کہ تم دیکھو کہ میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، تمھاری بے ادبی کے سبب دنیا تمھارے کانوں کی لو تک آجائے گی۔ پھر شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف دیکھا ان کو اپنے قریب کیا اور تعظیم کی اور ان سے کہا کہ اے عبد القادر! تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا اور رسول کو راضی کر لیا ہے، میں گویا تم کو بغداد میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کرسی پر چڑھے ہوئے ہو لوگوں کو پکار کر کہہ رہے ہو "قَدْمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" کہ یہ میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے اور گویا میں تیرے وقت کے اولیا کو دیکھ رہا ہوں کہ انھوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنیں جھکا لی ہیں۔ پھر ہم سے اسی وقت وہ غائب ہو گئے اس کے بعد ہم نے ان کو نہ دیکھا۔[۲۱]

حضرت غوث اعظم کا یہ عمل ہمیں درس دیتا ہے کہ جب ہم اپنے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو با ادب حاضر ہوں تاکہ ان کے فیوض و برکات سے سرفراز ہو سکیں اور ان کے خلاف دل میں کسی طرح کی کوئی کجی نہ رکھیں کہ اس کا نتیجہ بہتر نہیں ہوتا۔

تبحر علمی:

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و دانش اور فضل و کمال کے جبل عظیم تھے، علوم نبویہ اور تعلیمات دینیہ کے علم بردار اور ترجمان تھے، برکات نبوت کی موسلا دھار بارشیں ہوتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ مشکل سے مشکل مسائل آپ بڑی آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ سامعین آپ کے توضیح مسائل سے لطف اندوز ہوتے اور علمی نکات سن کر اہل علم عش عش کرتے۔

(۲۱) امام ابو الحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص:۱۱، ۱۲، مکتبہ جام نور، دہلی۔

شیخ حافظ ابوالعباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور علامہ جمال الدین ابن جوزی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قاری ایک آیت کی تلاوت کر رہا تھا اور حضرت شیخ اس کی تفسیر بیان فرما رہے تھے، چناں چہ جب میں نے علامہ ابن جوزی سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس توجیہ کا علم ہے تو انھوں نے اثبات میں جواب دیا پھر حضرت شیخ نے دوسری توجیہ بیان فرمائی، میں نے پھر علامہ ابن جوزی سے سوال کیا تو انھوں نے پھر اثبات میں جواب دیا، اس طرح حضرت نے دس توجیہات بیان فرمائیں اور ہر توجیہ پر علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اس کا تو مجھے بھی علم ہے۔ لیکن جب اس کے بعد حضرت شیخ نے مزید توجیہات بیان فرمائیں تو علامہ ابنِ جوزی نے کہا کہ ان کا مجھے علم نہیں۔ حتیٰ کی حضرت نے چالیس توجیہات بیان فرمائیں اور ہر توجیہ کے ساتھ اس کے راوی کا نام بھی بیان کرتے گئے کہ فلاں نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا، لیکن ابن جوزی مسلسل یہی کہتے رہے کہ ان توجیہات کا تو مجھے علم نہیں تھا اور انھوں نے حضرت شیخ کی وسعت علم پر بے حد تعجب کا اظہار کیا، پھر تمام توجیہات بیان کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا: اب ہم "قَال" سے حال کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ کہہ کر جب آپ نے " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ الله " پڑھا تو لوگوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا اور علامہ ابن جوزی نے تو اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

محمد بن حسینی موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تیرہ علوم پر بحث کیا کرتے تھے اور مدرسہ میں دوران درس اپنے اور غیروں پر بے لاگ تبصرہ فرمایا کرتے، دن کے ابتدائی حصہ میں تفسیر اور حدیث و اصول کی تعلیم دیتے اور ظہر کے بعد قراءت کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ (۲۲)

حضرت غوث الثقلین چوں کہ مرجع خلائق تھے، اس لیے اکناف عالم سے لوگ اپنے مسائل لے کر حاضر ہوتے جن کا شریعت کی روشنی میں آپ حل پیش کرتے۔ عمر بزار بیان کرتے ہیں۔

(۲۲) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۱۳۸، ۱۳۷، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

حضرت شیخ کے پاس عراق کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں استفتے آیا کرتے تھے، لیکن آپ بلا مطالعۂ کتب بے ساختہ اتنی جلدی اس کا جواب دیتے تھے کہ کوئی استفتا ایک رات بھی آپ کے پاس نہ رہتا۔ آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل دونوں کے مسلک پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب آپ کا فتویٰ علماے عراق کے پاس پہنچتا تو وہ آپ کے اس قدر سُرعت سے جواب دینے پر بے حد تعجب کرتے اور جو شخص شرعی علوم حاصل کرنا چاہتا وہ آپ ہی کی جانب رجوع کرنے پر مجبور ہوتا۔

آپ کے صاحب زادے شیخ عبد الرزاق بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بلادِ عجم سے بغداد میں ایک استفتا آیا جو تمام علماے عراق کے سامنے پیش ہوا تھا، ہر عالم اس کا درست جواب دینے سے قاصر رہا۔

مسئلہ علماے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے یہ قسم کھالی کہ وہ ایسی منفرد عبادت کرے گا جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو اور اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ چناں چہ جب یہ فتویٰ تمام علما کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت شیخ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فی الفور جواب دیا۔

جواب:- ”کچھ دیر کے لیے مطاف کعبہ خالی کرا دیا جائے اور مذکورہ شخص اس میں سات مرتبہ طواف کرلے، اس طرح اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔“

چناں چہ مسئلہ دریافت کرنے والا اسی وقت مکہ معظّمہ روانہ ہو گیا۔[۲۳]

صبر و استقامت:

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی صبر و استقامت سے عبارت ہے، خصوصًا آپ کے تعلیمی ادوار بڑے صبر آزماں تھے، طلب علم کے سلسلہ میں بیش تر اوقات بھوکے رہنا پڑتا، پھر بھی پاے استقلال میں لغزش نہ آتی آپ بڑی ہی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ حصولِ علم میں مشغول رہتے اور ریاضت و مجاہدہ میں بھی کمی نہ آنے دیتے۔ درج ذیل واقعہ

(۲۳) امام محمد بن یحییٰ تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۱۳۸، ۱۳۹، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

ملاحظہ فرمائیں جس سے حضرت غوث کا صبر، بلندی ہمت اور استقامت عیاں ہے۔

ابوبکر تیمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ قیام بغداد کے دوران مجھ پر ایک ایسا سخت وقت گزرا کہ میں نے چند روز تک کچھ نہیں کھایا، حتیٰ کہ بھوک کی شدت سے ایک دن دریا کے کنارے آیا تا کہ گری پڑی گھاس پھوس سے ہی بھوک کا ازالہ کرلوں، لیکن جس جگہ پہنچا وہاں مجھ سے بھی پہلے کچھ لوگ پہنچے ہوئے تھے، میں نے یہ سمجھ کر کہ شاید یہ کوئی درویشوں کی جماعت ہے، لہٰذا ان سے مزاحمت نامناسب سمجھی اور کے واپس ہو گیا اسی کیفیت میں شہر کی ایک مسجد کے اندر پہنچا جو ریحانین کے بازار میں تھی، اس وقت میں بھوک سے نڈھال تھا اور دست سوال دراز کرنا محال، قریب تھا کہ میری موت ہو جائے، اس وقت ایک عجمی نوجوان روٹی اور بھنا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور کھانے بیٹھ گیا، اس کو دیکھ کر بھوک کی شدت سے میرا منہ بار بار کھل جاتا تھا، حتیٰ کہ میں نے خود کو ملامت کر کے کہا کہ یہ کیا حرکت ہے، رب العالمین میرے حال سے واقف ہے اور زیادہ سے زیادہ موت ہی تو واقع ہو سکتی ہے، یکایک نوجوان نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: آیئے بسم اللہ کیجیے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا، پھر جب اس نے بہت اصرار کیا تو مجبوراً کھانے میں شریک ہو گیا۔

اس نوجوان نے پوچھا: آپ کا کیا مشغلہ ہے؟ میں نے کہا کہ علم فقہ حاصل کرتا ہوں۔ جب میں نے اس شخص کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ میں جیلان کا باشندہ ہوں اور عبدالقادر کی تلاش میں آیا ہوں، میں نے اس کو بتایا کہ میں ہی عبدالقادر ہوں تو اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم جس وقت میں آپ کی تلاش میں بغداد پہنچا ہوں تو میرے پاس صرف تین یوم کا زادراہ باقی رہ گیا تھا، جب کسی سے بھی آپ کا پتا معلوم نہ ہو سکا اور میرے اوپر تین یوم ایسے گزرے کہ میرے پاس کھانا خریدنے کو بھی سوائے اس رقم کے جو آپ کے لیے میرے پاس تھی کچھ باقی نہ رہا اور مزید تین یوم گزرنے کے بعد میری حالت ایسی ہو گئی کہ جہاں شریعت مردار تک کھانے کی اجازت دے دیتی ہے تو میں نے آپ کی رقم میں سے یہ روٹی سالن خرید لیا ہے، لہٰذا یہ آپ ہی کا مال ہے، خوب اچھی

طرح شکم سیر ہو کر کھائیے اور مجھے اپنا مہمان تصور کر لیجیے اور جب میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ آپ کی والدہ نے میرے ذریعہ آٹھ دینار بھجوائے تھے جس سے میں نے یہ روٹی سالن خرید لیا اور اس خیانت کے لیے آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ (۲۴)

عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھے اپنا ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ جس وقت میں شہر کے ایک محلہ قطبیہ شرقی میں مقیم تھا تو میرے اوپر چند یوم ایسے گزرے کہ نہ تو میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ کچھ خریدنے کی استطاعت۔ اسی حالت میں ایک شخص اچانک میرے ہاتھ میں کاغذ کی بندھی ہوئی پڑیا دے کر چل دیا اور میں اس کے اندر بندھی ہوئی رقم سے حلوہ پراٹھا خرید کر مسجد میں پہنچ گیا اور قبلہ رو ہو کر اس فکر میں غرق ہو گیا کہ اس کو کھاؤں یا نہ کھاؤں، اسی حالت میں مسجد کی دیوار میں رکھے ہوئے کاغذ پر میری نظر پڑی تو میں نے اٹھ کر اس کو پڑھا تو اس میں تحریر تھا:

ہم نے کمزور مومنین کے لیے رزق کی خواہش پیدا کی تاکہ وہ بندگی کے لیے اس کے ذریعہ قوت حاصل کر سکیں۔

یہ دیکھ کر میں نے اپنا رومال اٹھایا اور کھانا وہیں چھوڑ کر دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد سے نکل آیا۔ (۲۵)

کمال استقامت کے تعلق سے ایک اور واقعہ بھی دل چسپی سے خالی نہ ہوگا، آپ کے صاحب زادے شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنا ہے، فرماتے تھے:

ایک سفر کے دوران میں ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، چند روز میں نے وہاں قیام کیا، لیکن پانی ہاتھ نہ آیا، جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے

(۲۴) امام محمد بن یحیٰی تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۳۶،۳۵، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔
(۲۵) امام محمد بن یحیٰی تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۳۵، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

ابر کا ایک ٹکڑا بھیجا، جس نے میرے اوپر سایہ کرلیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنھیں پی کر تسکین ہوئی، اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کرلیا، پھر اس میں سے ایک عجیب و غریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اوپر حلال کرتا ہوں، لہٰذا جو دل میں چاہے کر اور جو چاہے لے، میں نے کہا "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم" اے ملعون دور ہو، کیا بک رہا ہے۔ اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر تم علم شریعت سے واقف ہونے کی وجہ سے مجھ سے بچ گئے، ورنہ میں نے ایسے ہتھ کنڈوں اور ترکیبوں سے ستر اہلِ طریقت کو ایسا گمراہ کر دیا ہے کہ کہیں کا نہ چھوڑا بھلا یہ کون سا علم و ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، میں نے کہا یہ سب اللہ کا فضل ہی ہے اور وہی ابتدا و انتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔ (۲۶)

دستگیری: دستگیری حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک امتیازی وصف ہے، آپ کے اس وصف سے بیش تر بندگانِ خدا فیض یاب ہوئے، حضرت محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

مشائخ میں سے اکثر حضرات نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم ایک دن جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مجلس میں بیٹھے تھے جس میں آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کچھ مانگنا چاہے مانگ لے۔ شیخ ابوالمسعود احمد بن حریمی اٹھے اور عرض کی کہ میں ترک تدبیر و اختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: مجھے مجاہدہ پر قوت چاہیے۔ شیخ ابوالقاسم عمر بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی نے کہا: مجھے خدا کے ساتھ صاحب حال بنا دیجیے، چوں کہ اس نعمت سے محروم ہو گیا ہوں، مجھے یہ چیز ملنی چاہیے، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ شیخ جمیل ابو یوسف صاحب خطوہ نے عرض کیا: مجھے حفظ وقت کی ضرورت ہے۔ شیخ ابو حفص عمر غزال کہنے لگے: مجھے زیادت علم چاہیے۔ شیخ جلیل صرصری نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک مقام قطبیت پر نہ پہنچ جاؤں۔ شیخ ابوالبرکات ہمانے کہا: مجھے محبتِ الٰہی میں بے خودی درکار ہے۔ شیخ ابوالفتوح

(۲۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص: ۳۷، ادبی دنیا دہلی۔

المعروف بہ ابن الحضر بن نصر بغدادی نے کہا: مجھے قرآن و حدیث کا حفظ کرا دیں۔ شیخ ابوالخیر نے عرض کی: مجھے ایسی معرفت درکار ہے کہ موارد ربانیہ اور غیر ربانیہ میں تمیز کرسکوں۔ شیخ ابوعبداللہ بن ہبۃ اللہ نے کہا: مجھے دربان سرائی کی خواہش ہے۔ ابوالقاسم بن صاحب نے عرض کی: مجھے حاجب باب عزیز بنا دیجیے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان تمام حاضرین کی خواہشات سننے کے بعد یہ آیت پڑھی:

"كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا "

میں تمام کی مدد کر رہا ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیرے پروردگار کی عطا سے ہیں اور تیرے پروردگار کی عطا سے کوئی چیز مانع نہیں۔

راوی کہتا ہے خدا کی قسم ان لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں جو انھوں نے طلب کی تھیں، میں نے ہر ایک شخص کو اسی مقام پر دیکھا جس کی اس نے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمنا کی تھی۔ (۲۷)

دستگیری اور منصور حلاج:- محمد بن رافع نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں نے قاہرہ کے دارالحدیث میں ۱۰/ ذی قعدہ ۶۳۹ھ میں ابراہیم بن سعد سے یہ سنا کہ جب حضرت شیخ جیلانی سے منصور حلاج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

منصور نے اپنی حیثیت سے بلند دعویٰ کیا اور اپنی طاقت سے اونچی اڑان کی، جس کے نتیجے میں شریعت کی قینچی سے اس کے پر کاٹ دیے گئے۔

یہ لغزش ان سے ایسے وقت میں ہوئی جب کہ ان کی کوئی دست گیری کرنے والا نہیں تھا، اگر میں اس وقت ہوتا تو ضرور ان کی دست گیری کرتا، جس طرح میں اس وقت اپنے فیض وصحبت یافتہ مرید اور متوسل کی لغزش کرنے والی سواری کی دست گیری کرتا ہوں اور تاحشر دست گیری کرتا رہوں گا۔ (۲۸)

(۲۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار، ص:۸۷،۸۶، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

(۲۸) امام محمد بن یحیی تاذفی، قلائد الجواہر، ص:۶۰، اسپریچول پبلی کیشنز، دہلی۔

حضرت غوث اعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی کرامات معنویہ بے شمار ہیں جن کا احصا اس مختصر سے مضمون میں مشکل ہے مزید کے لیے آپ کی سوانح اور تذکروں کا مطالعہ علم و آگہی میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ اب یہیں پر کرامات معنویہ کا ذکر ختم کر کے کرامات حسیہ کا ذکر چھیڑتے ہیں۔

کراماتِ حسی اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:-

گزشتہ صفحات میں اس بات کی وضاحت ہوچکی ہے کہ کرامات حسی وہ شے ہے جو عام لوگوں کی سمجھ میں آئے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس طرح کی کرامتیں بے شمار ہیں، معتبر کتابوں میں جن کرامات کا ذکر ہے ان کا احاطہ مشکل ہے۔ یہاں چند کرامتیں نذر قارئین ہیں۔

بھنی ہوئی مرغی زندہ کرنا:- شیخ محمد بن قائد اوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عورت حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں دیکھتی ہوں کہ یہ لڑکا آپ سے بہت انسیت رکھتا ہے، اس لیے میں اپنا حق چھوڑ کر محض اللہ کے لیے اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں، آپ نے اس لڑکے کو قبول کر لیا اور اسے مجاہدہ اور طریق سلف پر چلنے کا حکم دیا۔ ایک دن وہ عورت اپنے بچے سے ملنے آئی، دیکھا کہ وہ بھوک اور بیداری کی وجہ سے دبلا پتلا اور زرد رو ہوگیا ہے اور جو کی چپاتیاں کھا رہا ہے۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن پایا جس میں ثابت مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں جس سے پتا چلتا تھا کہ آپ ابھی کھا کر فارغ ہوئے ہیں۔ اس نے کہا: اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھائیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی پر اکتفا کرے، تب آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر پھیرا اور فرمایا: "قُومِی بِاِذْنِ اللہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ" اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا جو کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ اس وقت وہ مرغی زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی اور شور مچانے لگی۔ تب شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس قابل ہوجائے تو جو چاہے کھائے۔ (۲۹)

چیل کا مر کر زندہ ہوجانا:- محمد بن قائد الوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہوا تیز

(۲۹) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۱۹۲، ۱۹۳، مکتبہ جام نور، دہلی۔

تھی، ایک چیل آپ کی مجلس کے اوپر سے چلاتی ہوئی گزری، جس کی وجہ سے حاضرین پریشان ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے ہوا! اس کا سر پکڑ لے آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فوراً چیل زمین پر گر پڑی اور اس کا سر تن سے جدا ہو گیا، پھر آپ نے اسے ایک ہاتھ سے اٹھایا اور دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئی اور اڑ گئی، تمام لوگوں نے یہ تماشا دیکھا۔ (۳۰)

مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو شفا دینا:- شیخ ابوالحسن قرشی فرماتے ہیں کہ ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی ازجی نامی ایک سوداگر خدمت غوث میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے میرے سردار! آپ کے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے اسے دعوت قبول کرنی چاہیے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے غریب خانہ پر دعوت کے لیے تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا۔ پھر تھوڑی دیر سر بہ مراقبہ ہوئے اور فرمایا: ہاں چلوں گا۔ آپ اسی وقت اپنی خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی نے آپ کی داہنی رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی جب اس کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں بغداد کے مشائخ، علما اور ارکین جمع ہیں اور دستر خوان بچھا دیا گیا ہے، جس پر تمام شیریں و ترش اشیائے خوردنی موجود تھیں۔ اس کے بعد ایک بڑا سا ٹکرا لایا گیا جو کہ سر بہ مہر تھا، جسے دو شخصوں نے اٹھایا تھا، اسے دستر خوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ تب ابو غالب نے کہا "بسم اللہ" اجازت ہے۔ اس وقت شیخ مراقبہ میں تھے، نہ آپ نے کھایا نہ کھانے کی اجازت دی اور نہ کسی اور نے کھایا، اہلِ مجلس پر آپ کی ہیبت اس قدر طاری تھی گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پھر آپ نے مجھ کو (راوی کو) اور شیخ علی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھالاؤ، ہم نے اسے آپ کے سامنے اٹھا کر رکھ دیا جو وزنی تھا۔ آپ نے اسے کھولنے کا حکم دیا ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادر زاد اندھا گٹھیا کا شکار، جذامی اور فالج زدہ تھا۔

(۳۰) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص:۱۹۳، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

شیخ جیلانی نے کہا: اے لڑکے! خدا کے حکم سے تندرست ہوکر کھڑا ہوجا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ لڑکا دوڑنے لگا اور بینا ہوگیا اس کے اوپر کسی قسم کی بیماری کا اثر نہ تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجلس میں شور مچ گیا۔ شیخ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں شیخ ابو سعید قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کیفیت بیان کی انھوں نے کہا کہ شیخ عبد القادر مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور خدا کے حکم سے مردہ زندہ کرتے ہیں۔ (۳۱)

روافض کا اپنے رفض سے توبہ کرنا:- شیخ ابوالحسن قرشی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ۵۵۹ھ میں حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں رافضیوں کی ایک جماعت دو مہر بند سلے ہوئے ٹوکرے لائی اور کہنے لگی کہ آپ بتائیں کہ ان میں کیا ہے؟ آپ اپنے تخت سے اترے اور ایک ٹوکری پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اس میں ایک لڑکا ہے جسے گٹھیا کا مرض ہے اور اپنے فرزند عبد الرزاق کو حکم دیا کہ اسے کھولو، انھوں نے کھولا اس میں گٹھیا سے متاثر ایک لڑکا موجود تھا۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ کھڑا ہوجا وہ کھڑا ہوکر چلنے پھرنے لگا۔ پھر دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے اسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ اسے بھی اپنے فرزند کو کھولنے کا حکم دیا، کھولا تو اس میں ایک لڑکا تھا جو اٹھ کر چلنے لگا۔ آپ نے اس کے بال پکڑ کر فرمایا بیٹھ، اس کے بعد وہ گٹھیا کا شکار ہوگیا اور اسے اٹھا نہ گیا۔ حضرت شیخ کی یہ کرامت دیکھ کر سب نے آپ کے ہاتھ پر رفض سے توبہ کی اور اس مجلس میں تین آدمی انتقال کر گئے اور میں نے پہلے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ چار ایسے شخص ہیں کہ مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں وہ یہ ہیں: شیخ عبد القادر، شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (۳۲)

جنوں پر حکمرانی:- ابو سعید احمد بن علی بغدادی ازجی کہتے ہیں کہ ۵۳۰ھ کا واقعہ

(۳۱) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۱۸۳، ۱۸۴، مکتبہ جام نور، دہلی۔
(۳۲) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۱۸۴، ۱۸۵، مکتبہ جام نور، دہلی۔

ہے کہ میری بیٹی فاطمہ ایک روز چھت پر چڑھی اور وہاں سے غائب ہو گئی، اس وقت وہ سولہ سال کی تھی اور غیر شادی شدہ تھی، میں حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لڑکی کی گم شدگی کا واقعہ پیش کیا، آپ نے فرمایا کہ آج کی رات تم کرخ کے جنگل میں چلے جاؤ، پانچویں ٹیلے کے پاس جا کر بیٹھو، زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لو اور خط کھینچنے کے وقت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا اور یہ نیت کرنا کہ یہ دائرہ شیخ عبد القادر کی طرف سے کھینچ رہا ہوں۔ جب تھوڑی رات گزرے گی تو تمھارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنوں کا گزر ہو گا، تم ان سے خوف زدہ نہ ہونا، صبح ہو جائے گی تو ان کا بادشاہ تمھارے پاس ایک لشکر کے ساتھ آئے گا، تم سے تمھارا مطلب پوچھے گا، تم کہہ دینا کہ مجھے عبد القادر نے تمھارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد اپنی لڑکی کا واقعہ بیان کرنا۔

ابو سعید کہتے ہیں کہ شیخ کے حکم کے مطابق میں نے عمل کیا، کچھ دیر پر ڈراؤنی شکل کی صورتیں گزریں، لیکن کسی میں یہ مجال نہ تھی کہ اس دائرے کے قریب آئے جس میں میں تھا، وہ صورتیں رات بھر گروہ در گروہ آتی رہیں۔ حتیٰ کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس کے ساتھ ایک لشکر تھا، وہ آکر دائرے کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے انسان! تمھاری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے شیخ عبد القادر نے تمھارے پاس بھیجا ہے، اتنا سنتے ہی وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور زمین بوس ہوا، بادشاہ اور اس کے ساتھی دائرہ کے باہر بیٹھ گئے اور کہا کہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے اپنی لڑکی کا واقعہ بیان کیا، اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ انھوں نے اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا، تھوڑی دیر بعد ایک چینی جن حاضر کیا گیا جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی، اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کس چیز نے اس کام پر برانگیختہ کیا کہ قطب کی رکاب کے نیچے چوری کیا، اس نے کہا میں نے اسے دیکھا اور اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا، بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور لڑکی میرے حوالے کر دی۔

میں نے کہا کہ شیخ عبد القادر جیلانی کا فرماں بردار میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا، اس نے کہا: ہاں بے شک وہ اپنے گھر بیٹھے ہم جنوں کو دیکھتے ہیں حالاں کہ دور دراز کے باشندہ ہوتے

ہیں وہ دیکھتے ہی اپنے مکانوں کی طرف آپ کی ہیبت کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں اور خداے تعالیٰ جب کسی قطب کو مقرر کرتا ہے تو تمام جن وانس پر اسے غلبہ دے دیتا ہے۔(۳۳)

شفابخشی:- خضر حسینی موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور آپ سے بہت سی کرامتیں دیکھیں۔ لیکن ان میں سے ایک عظیم کرامت یہ تھی کہ جب اطبا کسی مریض سے مایوس ہوجاتے تو اس مریض کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ اس کے لیے دعا مانگتے، اس پر ہاتھ پھیرتے تو وہ مریض فوراً شفایاب ہوجاتا اور خدا کے حکم سے تندرست ہوجاتا۔

مرض استسقا سے شفایابی:- ایک دفعہ آپ کی خدمت میں سلطان المستنجد باللہ کا ایک قریبی رشتہ دار لایا گیا جسے استسقا کا مرض تھا، آپ نے اس کے پیٹ پر اتنا دست مبارک پھیرا تو وہ اس طرح دب گیا گویا اسے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔

بخار سے نجات:- ابوالمعالی احمد مظفر بن یوسف بغدادی حنبلی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے بیٹے محمد کو پندرہ ماہ ہوگئے بخار نہیں چھوڑتا، بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اس کے کان میں کہہ دو کہ اے ام عدم: شیخ عبد القادر کا حکم ہے کہ میرے بیٹے سے نکل کر "حلہ" کی طرف چلا جا۔ ہم نے ابوالمعالی سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ میں گیا اور جس طرح مجھے شیخ نے حکم دیا تھا ویسا ہی کیا تو وہ اب تک پھر نہیں آیا اور کئی سال کے بعد ہم نے اس سے پوچھا تو کہا کہ اس دن کے بعد اس کے پاس پھر کبھی بخار نہیں آیا۔ یہ بھی خبر ملی کہ "حلہ" کے لوگوں کو بہت بخار آتا ہے۔

لاغر اونٹنی توانا ہوگئی:- ابوحفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لے کر حضرت غوث جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے اور یہ میری اونٹنی ہے کہ چل نہیں سکتی، میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی اونٹنی نہیں ہے۔ شیخ نے اسے ایک ایڑ لگائی اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا، وہ کہتا تھا کہ پھر اس کا یہ حال ہوگیا کہ تمام سواریوں سے

(۳۳) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص:۲۱۰، ۲۱۱، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

آگے چلتی رہی۔ جب کہ پہلے سب سے پیچھے رہتی تھی۔

کبوتری کا انڈے دینا اور قمری کا بول پڑنا:- ایک دفعہ شیخ ابوالحسن علی ازجی بیمار پڑ گئے، حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، ان کے گھر میں ایک کبوتری اور ایک قمری تھی، شیخ ابوالحسن نے عرض کیا حضور! یہ کبوتری چھ مہینے سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری نو ماہ سے بولتی نہیں۔ حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ باتیں سن کر کبوتری کے قریب جا کھڑے ہوئے اور فرمایا اپنے مالک کو نفع پہنچا یا کر اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ اپنے خالق کی تسبیح پڑھا کر، وہ کہتے ہیں کہ قمری اسی وقت بولنے لگی، یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اس کی آواز سننے کے لیے جمع ہونے لگے، اور کبوتری انڈے دینے لگی اور یہ سلسلہ اس کی اخیر عمر تک چلتا رہا۔[۳۴]

زمین کا سمٹ جانا:- شیخ ابوالحسن طنطنہ بغدادی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک کام کے لیے قیام پذیر تھا، رات کو اکثر بیدار رہتا تا کہ آپ کی خدمت بجا لاؤں، حضرت شیخ ایک رات تنہا گھر سے باہر نکلے۔ میں نے آپ کو وضو کے لیے پانی دیا، آپ مدرسہ کی طرف چلے گئے، مدرسے کا دروازہ خود بہ خود کھل گیا، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، ہم چلے گئے، حتیٰ کہ بغداد کے بیرونی دروازے پر پہنچ گئے وہ دروازہ بھی کھلا اور ہمارے باہر آنے کے بعد خود بہ خود بند ہو گیا۔ ایک راہ پر روانہ ہوئے تو تھوڑے ہی فاصلے پر ایک شہر نظر آیا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ آپ ایک ایسے مکان کی طرف پہنچے جو ایک سرائے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ وہاں چھ اشخاص بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے سلام کیا، میں بھی ایک خفیہ جگہ کھڑا ہو گیا، مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی، میں تھوڑی دیر ٹھہرا پھر رونے کی آواز بند ہو گئی۔ ایک شخص نکلا اور اس طرف گیا جہاں سے رونے کی آواز آ رہی تھی، وہ ایک آدمی کو اپنی گردن پر بیٹھا کر لا رہا تھا۔ ایک دوسرا شخص ننگے سر اور لمبے بال وہاں بیٹھا تھا، لوگ اسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آئے، آپ نے اسے کلمۂ

(۳۴) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

شہادت پڑھایا اور اس کے لمبے بال اور مونچھیں کاٹ دیے گئے اور اسے ایک عمدہ لباس پہنایا گیا اور اس کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں مخاطب کر کے کہا کہ اس شخص کو مردہ آدمی کا نعم البدل قرار دیا گیا ہے، ان سب نے کہا ہم نے اسے قبول کیا، شیخ باہر نکلے اور انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ میں شیخ کے پیچھے ہولیا۔ ہم ابھی کوئی لمبا فاصلہ طے نہ کرنے پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ہم بغداد کے دروازے پر کھڑے ہیں، دروازہ کھل گیا، ہم مدرسہ میں آئے اور مدرسہ کا دروازہ بھی کھل گیا، پھر گھر میں آئے صبح ہوئی تو میں شیخ کے پاس بیٹھا اور حسب عادت کچھ پڑھنے لگا، لیکن میں اسے پڑھ نہ سکا، کیوں کہ میرے دماغ میں ابھی تک رات کے واقعہ کی ہیبت تھی، آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ بھی پڑھو تاکہ تاکہ تمھیں کوئی فکر و غم نہ رہے۔ میں نے پوچھا رات آپ کہاں تشریف لے گئے تھے اور وہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا اس شہر کا نام ''نہاوند'' ہے جن چھ اشخاص کو تم نے دیکھا تھا وہ ابدال وقت تھے، یہ آدمی جسے تم نے دیکھا تھا وہ ساتواں تھا اور وہ فوت ہو گیا اور جو شخص دوسرے کو اٹھایا تھا وہ حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام تھے تاکہ ان کا متولی بن سکیں، اور جس شخص کو میں نے کلمہ پڑھایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا۔ اور مجھے حکم ہوا تھا کہ (وہ اسلام قبول کرنے کے بعد تائب ہو گیا) اسے ابدال وقت مقرر کر دیا جائے، اسے لایا گیا اس نے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا، چنانچہ اب وقت کے ابدالوں میں سے ہے۔ (۳۵)

شراب سرکہ بن گئی:- آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الرزاق کہتے ہیں کہ میرے والد شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نماز جمعہ کے لیے نکلے، میں اور میرے دو بھائی عبد الوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ تھے، راستے میں ہم کو سلطان کے تین شراب کے مٹکے ملے، جن کی بو بہت تیز تھی، ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے، ان سے شیخ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ، وہ نہ ٹھہرے اور جانوروں کو تیز تیز ہانکنے لگے، پھر آپ نے جانوروں سے کہا ٹھہر جاؤ وہ اپنی جگہ ایسے ٹھہر گئے گویا کہ پتھر ہیں، وہ بہت مارتے مگر وہ اپنی جگہ سے چلنے کو

(۳۵) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار، ص:۹۵،۹۶، مکتبہ جامِ نور دہلی۔

تیار نہ تھے، اور دوسری طرف ان سب کو قولنج کا درد شروع ہوا وہ درد کی وجہ سے زمین پر لوٹنے لگے اور زور زور سے چلانے لگے اور علانیہ توبہ واستغفار کرنے لگے توان سے درد جاتا رہااور شراب کی بو سرکہ کی بو میں تبدیل ہوگئی، جب برتن کھولا گیا تو وہ سرکہ تھا، جانور بھی آدمیوں کی طرح چلانے لگے۔ شیخ تو جامع مسجد چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی، وہ ڈر کے مارے رونے لگااور بہت سے محرمات سے خائف ہوا۔[۳۶]

بغداد میں آتش زنی:- شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص ایک نوجوان کو حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا: آپ اس نوجوان کے لیے دعا فرمائیں، خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے، حقیقت میں یہ بات محض جھوٹ تھی، حالانکہ یہ دونوں کردار کے لحاظ سے بڑے بد سیرت تھے، حضرت شیخ غضب ناک ہوگئے اور فرمانے لگے اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آپ لوگ میرے سامنے جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتے۔ معاشرے کی یہ حالت دیکھ کر آپ بڑے دل گیر ہوئے اور غصہ کے عالم میں گھر آگئے، ان دو بدکردار آدمیوں کے گھروں میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے، حتیٰ کہ یہ شعلے پھیلتے گئے اور شہر کے اکثر حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ بغداد پر خدا کے عذاب کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اور بادل کے ٹکڑوں کی صورت میں آگ برس رہی تھی، چنانچہ میں سراسیمگی کی حالت میں حضرت شیخ کے گھر آیا، دیکھا کہ آپ ابھی غضب ناک ہیں، میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور دل چاہتا تھا کہ آپ سے استدعا کروں کہ حضرت اب مخلوق خدا پر رحم فرمائیے، بہت کچھ ہوگیا، میری التجا پر آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تو آگ سرد ہو

کتاب کے مضامین بدل دیا:- شیخ ابوالمظفر منصور ابن مبارک واسطی نے روایت کی کہ میں اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے پاس چند کتابیں ایسی تھیں جن میں یونانی فلسفہ اور روحانیت بھری پڑی تھی، مجھے اہل

---

(۳۶) امام ابوالحسن علی شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۱۱۲، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

(۳۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار، ص: ۹۹،۹۸، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب حضرت آپ کے علوم یا کتابوں کے متعلق پوچھیں تو یہ کتابیں لے کر گھر آجانا، جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں اٹھا تا کہ گھر آجاؤں اور ان کتابوں کو گھر میں پھینک دوں تا کہ شیخ ناراض نہ ہوں کہ میں کیا پڑھتا رہتا ہوں، لیکن میرا دل چوں کہ فلسفہ سے دلچسپی رکھتا تھا میں ان علوم اور ان کتابوں کو ضائع کرنے کو تیار نہ تھا اور بہت سے مسائل تو مجھے از بر ہو گئے تھے، میں اپنے ارادے سے اٹھا ہی تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھا، میں اٹھ نہ سکا۔ میری حالت اس شخص کی سی تھی جسے قید کر لیا گیا ہو اور اس کے پاؤں باندھ دیے گئے ہوں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اپنی کتاب مجھے دے دو، جب میں نے اس کتاب کو کھولا تو مجھے صرف سفید کاغذوں کا دفتر نظر آنے لگا۔ تمام حروف محو ہو چکے تھے، میں نے کتاب آپ کے ہاتھ میں پکڑا دی آپ نے ایک ایک صفحہ دیکھا اور فرمایا: یہ تو قرآن کے فضائل ہیں جسے محمد بن ضریس نے لکھا ہے۔ میں نے کتاب لی تو واقعی وہ کتاب فضائلِ قرآن پر تھی۔ جو بڑے خوش خط انداز میں تحریر تھی۔ مجھے فلسفے کی ساری چیزیں جو یاد تھیں بھول گئیں اور مسائل فلسفہ اور احکامِ روحانیت میرے سینے سے مٹ گئے، ان میں سے ایک مسئلہ بھی آج تک میرے حافظے میں نہیں آیا۔ [۳۸]

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی مصدر فیوض و برکات اور جامع کشف و کرامات ہے، آپ کی کرامات پر لکھنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے، اس مختصر سے مضمون میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں اس لیے بہ طور نمونہ چند کرامتوں پر اکتفا کیا گیا تا کہ مضمون طویل نہ ہو اور قارئین بہ سہولت استفادہ کر سکیں۔

غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و محاسن اور کشف و کرامات پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں، ان میں اولیت امام نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "بھجۃ الاسرار و معدن الانوار" کو حاصل ہے، جو ساتویں صدی ہجری میں عربی زبان میں لکھی گئی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

(۳۸) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار، ص:۹۱، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔

فضائل و مناقب اور کشف و کرامات کا یہ اولین مستند مجموعہ ہے۔

اس مضمون میں میں نے کرامتوں کا انتخاب بهجة الاسرار للشطنوفی ، قلائد الجواهر للتاذفی اور زبدة الآثار تلخیص بهجة الاسرار للشیخ عبد الحق محدث دهلوی سے کیا ہے۔ موخر الذکر دونوں کتابیں بهجة الاسرار سے ہی ماخوذ و ملخّص ہیں، اس لیے خیال ہوا کہ "بهجة الاسرار" اور "صاحب بہجۃ الاسرار" کا یہاں مختصر تعارف بھی پیش کر دیا جائے تاکہ کتاب اور صاحب کتاب کی ثقاہت پر روشنی پڑ سکے۔

بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنف:-

شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "بهجة الاسرار" تصوف کی بڑی مشہور و معروف کتاب ہے جس کے جلیل القدر مصنف ملا نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی، لخمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماے قراءت میں بڑے شہرت یافتہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو "مِحَكُ الرِّجال" کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ "محك" کا معنیٰ کسوٹی ہے، جس طرح سونے کا معیار معلوم کرنے کے لیے کسوٹی ضروری ہے، اسی طرح رجال حدیث کی سند و صحت معلوم کرنے کے لیے آپ کا نام معیار کی حیثیت رکھتا ہے۔[۳۹]

شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رقم طراز ہیں:

امام ابو الحسن نور الدین علی شطنوفی قدس سرہ کہ بهجة الاسرار شریف کے مصنف اور بر طرز حدیث بہ سند متّصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مُخرج ہیں، اجلۂ محدثین و علماے قراءت و اکابر اولیا و سادات طریقت ہیں۔ امام اجل شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اجلۂ محدثین و علماے قراءت سے ہیں جن کی "حصن حصین" مشہور و معروف دیار و امصار ہے اس کتاب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں، انھوں نے یہ کتاب بهجة الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی، اپنے "رسالۂ طبقات القراء" میں فرماتے ہیں:

میں نے یہ کتاب بهجة الاسرار مصر میں خزانۂ شاہی سے حاصل کر کے شیخ عبد

(۳۹) شیخ عبد الحق محدث دہلوی، زبدۃ الآثار، ص: ۳۶، ۳۵، مکتبہ جام نور، دہلی۔

القادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انھوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔ (رسالہ طبقات القراء)

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث و نقد رجال میں ان کی جلالِ شان عالم آشکار، اس جناب کے معاصر تھے اور باآنکہ حضرات صوفیۂ کرام کے ساتھ ان کی روش معلوم ہے۔ سَامَحَنَا اللہُ تَعَالیٰ وَ اِیَّاہُ (ہم پر اور ان پر اللہ تعالیٰ نرمی فرمائے) امام ابوالحسن کی ملاقات کو ان کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب "طبقات المقرئین" میں ان کی مدح و ستائش سے رطب اللسان ہوئے، فرماتے ہیں:

"علی بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا ہیں نور الدین لقب، ابوالحسن کنیت، بلادِ مصر میں علمائے قراءت کے استاد ہیں، اصل ان کی شام سے ہے۔ ۶۴۴ھ میں قاہرۂ مصر میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقراء پر صدر نشینی کی، بہ کثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے، میں ان کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش اور کم سخنی مجھے پسند آئی، حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی تھے، انھوں نے حضور کے فضائل تین مجلس کے قریب میں جمع کیے ہیں۔" (طبقات المقرئین)

پُر ظاہر کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مثل سے یہ کلماتِ جلیلہ اس جناب کی کمال و ثاقت و عدالت و وفور علم و جلالت پر شاہد عدل و دلیل فضل ہیں اور خود امام اوحد یعنی بے مثل امام یکتا کالفظ اجل و اعظم تمام فضائل و مناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل و اتم ہے۔ وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانۂ اقدس حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت قریب ہیں، انھیں حضور اقدس تک صرف دو واسطے ہیں۔ قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابو صالح نصر قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابوبکر تاج الملۃ والدین عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور وہ اپنے والد ماجد حضور پر نور سید السادات غوث الافراد، قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و مرید و صاحب و مستفید ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "زبدۃ الآثار" شریف میں فرماتے ہیں۔

یہ کتاب "بھجۃ الاسرار" کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے

قراءت سے عالم معروف ومشہور اوران کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور ومسطور۔ (۴۰)

حضرت شیخ محقق نے زبدۃ الآثار شریف میں اس (بہجۃ الاسرار شریف) کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تشریح کی یوں بہ سند صحیح روایت فرمائی کہ:

"حدثنا الفقیه ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحیم بن حجاج بن یعلی الفاسی المالکی المحدث بالقاهره ٦٧١ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس ٦٣٣ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن و یر جال الدکالی رضی الله تعالیٰ عنه ٥٨٨ھ فلمات کنا بعرفات والفینا بها الشیخ ابا القاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسالما وجلسا یتذکر ان ایام الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالیٰ عنه فقال الشیخ ابو محمد قال لی سیدی الشیخ ابی مدین رضی الله تعالیٰ عنه "یاصالح سافر الی بغداد" الحدیث.

فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جدامجد حجاج بن یعلیٰ بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے۔ ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدین نے فرمایا! اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو۔ الی آخرہ۔ (۴۱)

امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الخیری مصنف "حصن حصین" نے "نهایة الدراءات فی اسماء الرجال القراءات" میں فرمایا:

---

(۴۰) امام احمد رضا قادری بریلوی، انهار الانوار من یم صلوٰة الاسرار، مشمولہ فتاویٰ رضویہ ہفتم جدید، ص:۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، مرکزِ اہلِ سنت، برکات رضا، پوربندر۔

(۴۱) امام احمد رضا قادری بریلوی، فقه شهنشاه وان القلوب بید المحبوب بعطاء الله، ص:۵۵، ۵۴، ادارۂ افکارِ حق، بائسی پورنیہ (بہار)

علی بن یوسف نور الدین ابوالحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے۔ بلاد مصر کی شیخ قاہرۂ مصر میں (۶۴۴ھ) میں پیدا ہوئے اور مصر کے جامع ازہر میں مسندِ تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی اور شنبہ بہ وقت ظہر وفات پائی اور بروز یکشنبہ بستم (۲۰) ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ انتہی۔ (۴۲)

علامہ شطنوفی نے کتاب بہجۃ الاسرار کے بارے میں جو فرمایا ہے وہ عبارت یہاں نقل کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا، آپ رقم طراز ہیں:

میں نے اس مضمون (قدمی ھٰذہٖ علی رقبة کل ولی الله) میں ایک کتاب "بہجۃ الاسرار" مرتب کی جس کی اسناد بلند ہے جس کی صحت پر اعتبار ہے، شاذ اور قالتو روایات کو چھوڑ دیا ہے اور ان بڑے بڑے مشایخ کے ذکر سے اس کی تفصیل کی جن کے بعض اقوال و افعال اس بارے میں ہم کو پہنچے ہیں جو آپ کی کامل بزرگی کی تصریح کرتے ہیں۔ (۴۳)

ان سطور سے کتاب بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کا خاکہ اور تعارف سامنے آگیا، امید قارئین کے لیے یہ چند سطور باعث تسکین خاطر ہوں گی۔

☆☆☆

---

(۴۲) امام احمد رضا قادری بریلوی، فقه شهنشاه وان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله، ص: ۵۳،۵۲، ادارۂ افکار حق، بائسی پورنیہ (بہار)

(۴۳) امام ابوالحسن شطنوفی، بہجۃ الاسرار، ص: ۲، مکتبہ جامِ نور، دہلی۔